عمر انصاری

فن اور شخصیت

ایک نظر میں

جاری کردہ

مکتبۂ فردوسِ ادب، امین آباد پارک لکھنؤ

(یوپی) انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- نام :- محمد عمر انصاری   قلمی نام :- عمر انصاری
- باپ کا نام :- الحاج محمد اسحٰق سوداگر (مرحوم)
- تاریخ پیدائش اور مقام :- لکھنؤ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۲ء
- تعلیم :- بی، اے آنرز (لکھنؤ یونیورسٹی)
- آغاز شاعری :- ۱۹۳۰ء سے باقاعدہ مشاعروں میں شرکت
- ادبی خدمات :- (بحیثیت شاعر)

مندرجہ ذیل مجموعہ ہائے کلام اب تک شائع ہو چکے ہیں

۱	جرسِ کارواں	(قومی نظمیں)	۱۹۳۰ء
۲	بازگشت	(مجموعۂ غزلیات)	۱۹۴۵ء
۳	سازِ بیخودی	(مجموعۂ نظمیات، قطعات و رباعیات)	۱۹۶۵ء
۴	صنم کدہ	(مجموعۂ غزلیات)	۱۹۷۳ء
۵	ترانۂ نعت	(نعتیہ کلام)	۱۹۷۵ء
۶	حرفِ ناتمام	(مجموعۂ غزلیات)	۱۹۷۸ء
۷	نقشِ دوام	(مجموعۂ نظمیات، غزلیات، رباعیات و مثنوی)	۱۹۸۲ء
۸	کشیدِ جاں	(مجموعۂ غزلیات و قصیدۂ نعت)	۱۹۸۶ء
۹	مصحفِ عصر	مجموعۂ نظم و غزل	۱۹۹۵ء
۱۰	سخنِ جاں	قصیدۂ جانِ نعت	۱۹۸۴ء
۱۱	حاصلِ کلام	انتخابِ غزلیات	۱۹۹۸ء
۱۲	کلیاتِ عمر انصاری حصۂ اول		۲۰۰۱ء

...HRUDDIN ALI AHMAD RES... GHALIB INST... NEW ...LHI Aiwan-e...

مندرجۂ بالا مجموعہ ہائے کلام کے علاوہ ان کی کئی نظمیں، پمفلٹ اور کتابچوں کی صورت میں بھی شائع ہو چکی ہیں، جیسے :- اُردو کی کہانی اُردو کی زبانی ؛ بوڑھا مالی ، جنّتِ کشمیر ؛ مثنوی ؛ اور قصیدۂ نعت وغیرہ۔

• ان کی کئی نظمیں درسی کتابوں میں بھی شامل ہیں، جیسے :—

بوڑھا مالی ۔ لوری ۔ ننّھا سپاہی وغیرہ۔

• وہ محض غزل ہی یا نظم ہی کے شاعر نہیں ہیں، بلکہ انھوں نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ اور ان کی نظمیں خاص کر بوڑھا مالی ۔ جنّتِ کشمیر ۔ جھلکیاں ۔ رقّاصہ ۔ ہم رقص ۔ دہر آشوب ۔ شاعر سے خطاب ۔ میر انیس ۔ ننّھا سپاہی ۔ ترانۂ نعت وغیرہ اُردو کی مشہور اور مقبول نظموں میں سے ہیں ——— بحیثیت نثر نگار انھوں نے معتدبہ تعداد میں افسانے، ڈرامے، تنقیدی مضامین، تقریظیں اور انشائیے بھی لکھے ہیں، جو مختلف کتابوں اور ملک کے مقتدر رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں ——— بحیثیت صحافی حسب ذیل رسائل و اخبارات کے مدیرِ اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

(۱) ماہنامہ صاعقہ لکھنؤ

(۲) ماہنامہ عارف کانپور

(۳) پندرہ روزہ فلم اسٹار لکھنؤ

(۴) ہفت روزہ ترقی اخبار لکھنؤ

(۵) روزنامہ الہند لکھنؤ

• قومی خدمات :

(۱) انھوں نے اپنی شاعری کی ابتدا ہی سے باقاعدہ قومی شاعری شروع کردی تھی اور ۱۹۳۰ء میں قومی نظموں پر مشتمل ان کا مجموعۂ کلام "جرس کارواں" شائع ہوگیا تھا۔ وہ ۱۹۳۶ء کے اُس آل انڈیا مشاعرے میں بھی شریک تھے، جو انڈین نیشنل کانگریس کے پچاسویں اجلاس کے موقع پر لکھنؤ (موتی نگر) میں منعقد ہوا تھا، جس کا افتتاح پنڈت جواہر لال نہرو نے اور صدارت مسز سروجنی نائیڈو نے کی تھی اور جس کا سوینیر "جواھرات" آج بھی اس دور کے ادبی رجحانات کی سب سے معتبر دستاویز سمجھا جاتا ہے۔

(۲) ان کی نظم "ترانۂ آزادی" برٹش گورنمنٹ نے ضبط بھی کرلی تھی۔ اس نظم کے اقتباسات دلّی سے شائع ہونے والی اس کتاب میں شامل ہیں جس کا نام ہی ہے "ضبط شدہ نظمیں"۔

(۳) حکومتِ اُتر پردیش کے محکمۂ اطلاعات کی جانب سے شائع کی جانے والی کتاب "اُردو میں قومی شاعری کے سو سال" میں انھیں بحیثیت قومی شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔

• طنز و مزاح میں ان کا حصّہ :

نہ صرف یہ کہ جھنجھٹ لکھنوی جیسے طنز و مزاح کے شاعر ان کے شاگرد اور ساختہ و پرداختہ تھے، بلکہ انھوں نے خود بھی "سخنور"، "صاعقہ" اور دیگر رسائل میں جو مزاحیہ مضامین لکھے ہیں اور نظم میں "ایک ادبی معرکہ" کے عنوان سے، اور "مثنوی جدید" اور "قصیدۂ پیرِ عرفی" کے نام سے جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت خاصے کی چیز ہے۔

• بحیثیت فلم ساز :

(۱) فلم "بابل" کے کنٹرولر آف پروڈکشن، اور "شیشہ" فلم کے پروڈیوسر رہے۔

(۲) فلم "رشید دلھن" اور "شیشہ" فلم کے ہندوستان میں اور فلم "سوہنی مہیوال" کے پاکستان (لاہور) میں گانے لکھے۔

• بحیثیت ناشر :

کتابوں کی بہترین کتابت، طباعت اور گٹ اپ کے لیے بھی

وہ اپنے مکتبہ کے نام سے اُتر پردیش اُردو اکاڈمی کا ۱۹۷۸ء کا "پبلشر اوارڈ" حاصل کر چکے ہیں۔

• صاحبِ تلامذہ :

دبستانِ لکھنؤ کے بزرگ ترین، اور معتبر ترین اُستاد شاعر ہیں، نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے سے شعر و اَدب کی خدمت کر رہے ہیں، اور ان سے کثیر تعداد میں اہلِ ذوق اور اہلِ اَدب نے فیض حاصل کیا ہے، اور بہت سے شاعر و ادیب باضابطہ طور پر شرفِ تلمّذ رکھتے ہیں ——

ان کے متعدد تلامذہ کے بھی دَواوین شائع ہو چکے ہیں جنھیں حکومتِ اُتر پردیش، اُردو اکاڈمی، آل انڈیا میر اکاڈمی اور دوسرے اَدبی اداروں نے انعامات اور اعزازات سے نوازا ہے۔

• اعزازات اور انعامات :

۱۹۴۵ء میں نیشنل فورم آف انڈین لینگویجز (الہ آباد) نے "سرٹیفکٹ آف پروفیسی انسی" دیا۔

۱۹۶۵ء میں "سازِ بیخودی" کی اشاعت پر حکومت اتر پردیش، اور آل انڈیا میر اکاڈمی نے انعامات سے نوازا۔

۱۹۷۱ء میں "جرسِ کارواں" کے ریوائزڈ ایڈیشن کی اشاعت پر

اترپردیش اُردو اکاڈمی نے انعام دیا۔

۱۹۷۲ء میں آل انڈیا میرا کاڈمی نے "امتیازِ میر" کی سند پیش کی۔

۱۹۷۳ء میں "صنم کدہ" کی اشاعت پر عزت مآب میر اکبر علی خاں صاحب گورنر اترپردیش نے رسم اجرا ادا کی، اور اترپردیش اُردو اکاڈمی نے اپنا اُس سال کا سب سے بڑا دو ہزار روپے کا اِنعام دیا۔

۱۹۷۵ء میں "ترانۂ نعت" کی اشاعت پر آل اِنڈیا نعتیہ مشن لکھنؤ نے "نعتیہ ادب اوارڈ" اور ایک ہزار روپے کا انعام دیا۔

۱۹۷۸ء میں "حرفِ ناتمام" کی اشاعت پر بھی اترپردیش اُردو اکاڈمی نے دو ہزار روپے کا انعام دیا، اور سال کی بہترین کتاب قرار دیتے ہوئے مزید پانچ سو روپے کا "پبلشرز اوارڈ" بھی دیا۔

۱۹۸۱ء میں آل انڈیا میر اکاڈمی نے "میر اوارڈ" دیا۔

۱۹۸۲ء میں "نقشِ دوام" کی اشاعت پر پھر اترپردیش اُردو اکاڈمی نے اپنا اس سال کا سب سے بڑا دو ہزار روپے کا اِنعام دیا۔

۱۹۸۵ء میں ان کی مجموعی اَدبی خدمات کے اعتراف میں اترپردیش

اُردو اکاڈمی نے اپنا سب سے بڑا مبلغ دس ہزار روپے کا اوارڈ دیا۔

• اُدبی و ثقافتی سَرگرمیاں : ——————

(۱) انجمن مُعین الادب لکھنؤ کے ممبر رَہے۔

(۲) انجمن بہارِ ادب لکھنؤ کے جوائنٹ سکریٹری اُور سکریٹری (شعبۂ نثر) کے عہدوں پر فائز رَہے۔

(۳) انجمن فردوسِ اُدب لکھنؤ کے بانی صدر، اُور جنرل سکریٹری کے فرائض اب تک انجام دے رَہے ہیں۔

(۴) بزمِ شعراء لکھنؤ کے "لائف کنوینر" ہیں۔

(۵) انجمن عِلم و اُدب لکھنؤ کے سکریٹری جنرل ہیں۔

(۶) ان کے علاوہ شہر اُور بیرونجات کی مختلف اُدبی و ثقافتی انجمنوں کے سَرپَرست اُور ممبر ہیں۔ ؎

اُفسانے، زندگی کا جو شہکار ہو گئے
نقش و نگارِ ہر در و دیوار ہو گئے

—————— عمر انصاری

✣

(ناھی پریس لکھنؤ)